بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر ابن کثیر

تالیف

مفسر قرآن حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری
علامہ محمد الطاف حسین الازہری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور کراچی پاکستان

تفسیر ابنِ کثیر جلد سوم

تالیف

مفسرِ قرآن حضرت امام حافظ عماد الدین ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری

علامہ محمد الطاف حسین الازہری

زیرِ اہتمام: ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور کراچی پاکستان

چاند کتاب محل ڈسکہ

نام کتاب	تفسیر ابن کثیر، جلد سوم
مفسر	حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن	ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری
	علامہ محمد الطاف حسین الازہری
	من علماء دار العلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	قاری اشفاق احمد خان، محمد انور سعید
اشاعت	اپریل 2004ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z385

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-221201 1-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم بیان کرتے ہیں کہ یہود ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اے ابوالقاسم! اگر آپ سچے نبی ہیں تو شام چلے جائیے، کیونکہ شام ارض حشر اور ارض انبیاء ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی بات کی تصدیق کی اور شام چلے جانے کے ارادہ سے آپ ﷺ نے غزوہ تبوک کے لئے تیاری کی۔ جب آپ ﷺ تبوک پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیتیں وَاِنْ کَادُوْا... تَحْوِیْلًا نازل کیں اور آپ ﷺ کو مدینہ شریف کی طرف واپسی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ یہیں آپ کا جینا مرنا ہے اور یہیں سے آپ کو دوبارہ اٹھایا جائے گا(1)۔ اس کی سند قابل غور ہے اور واضح بات یہی ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ یہود کے کہنے پر غزوہ تبوک کے لئے نہیں نکلے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کی تعمیل کرتے ہوئے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ (التوبہ: 123) ”اے ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو جو تمہارے آس پاس ہیں“۔ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ (التوبہ: 29) ”ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان نہیں لاتے اور حرام نہیں سمجھتے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور نہ قبول کرتے ہیں سچے دین کو ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اس حال میں کہ وہ مغلوب ہوں“۔ اس غزوہ کا مقصد شہدائے غزوہ موتہ کا قصاص اور انتقام لینا تھا۔ اگر مذکورہ بالا واقعہ درست ہو تو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو اسی پر محمول کیا جائے گا جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن تین مقامات پر نازل ہوا: مکہ، مدینہ اور شام“(2)۔ ولید کہتے ہیں کہ شام سے مراد بیت المقدس ہے لیکن اس قول کی بجائے شام سے مراد تبوک لینا زیادہ مناسب اور درست ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جلاوطن کرنے کی ٹھان لی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے انہیں دھمکی دی کہ اگر انہوں نے آپ ﷺ کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تو وہ بھی مکہ میں پھر تھوڑی سی مدت ہی ٹھہر پائیں گے اور اسی طرح ہوا۔ جب ان کی ایذا رسانیوں کے باعث آپ ﷺ کو ہجرت کرنا پڑی تو ابھی ڈیڑھ سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ بدر کے میدان میں بغیر کسی پروگرام کے آپ ﷺ کے ساتھ ان کا مقابلہ ہوا، جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح وظفر اور غلبہ سے نوازا۔ ان کے بڑے بڑے رئیس اور لیڈر قتل ہو گئے اور ان کی اولاد میں سے بہت سے قید کر لئے گئے، اسی لئے فرمایا: سُنَّةَ مَنْ... یعنی ہمارے رسولوں کا انکار کرنے والوں اور انہیں ایذا پہنچانے والوں کے متعلق ہمارا یہی دستور ہے کہ ہم ان سے اپنے رسول کو نکال کر ان پر اپنا عذاب مسلط کر دیتے ہیں۔ اگر رسول رحمت ﷺ تشریف فرما نہ ہوتے تو ان پر دنیا میں ہی ایسا عذاب نازل ہوتا جس کی یہ تاب نہ لاسکتے، اسی لئے فرمایا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ (الانفال: 33)۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝٧٩

”نماز ادا کیا کریں سورج ڈھلنے کے بعد رات کے تاریک ہونے تک (نیز ادا کیجئے) نماز صبح۔ بلاشبہ نماز صبح کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد ادا کرو (تلاوت قرآن کے ساتھ) (یہ نماز) زائد ہے آپ کے لئے یقیناً فائز فرمائے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر“۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی جلد 5 صفحہ 254 2۔ معجم کبیر جلد 8 صفحہ 201

نماز پنجگانہ کو پابندی سے ادا کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ حضرات ابن مسعود، مجاہد اور ابن زید فرماتے ہیں کہ "دلوک" کا معنی ہے غروب جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کا معنی زوال ہے۔ حضرات ابن عمر، حسن، ضحاک، ابو جعفر الباقر اور قتادہ کا بھی یہی موقف ہے، ایک روایت میں حضرت ابن مسعود اور مجاہد سے بھی یہی معنی مروی ہے۔ امام ابن جریر نے اسی معنی کو پسند کیا ہے (1)، اس کی دلیل حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی جنہیں آپ چاہیں، دعوت کی۔ کھانا کھانے کے بعد سورج ڈھلنے پر تمام چلے گئے، چلتے وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے ابوبکر! چلو، یہ دلوک شمس (زوال) کا وقت ہے" (2)۔ اس صورت میں اس آیت کریمہ میں نماز پنجگانہ کے اوقات بیان ہو گئے یعنی زوال شمس سے رات کی تاریکی تک چار نمازیں اور قرآن الفجر سے مراد پانچویں نماز (فجر)۔ غسق سے مراد اندھیرا ہے یا غروب آفتاب۔ اوقات نماز رسول اللہ ﷺ کے اقوال افعال سے بہ تواتر ثابت ہیں، اہل اسلام شروع سے ہی ان اوقات کی پابندی کرتے چلے آ رہے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ...... کی تفسیر نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ نماز فجر کی تلاوت کے وقت رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں (3)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "باجماعت نماز تنہا نماز پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ فضیلت کی حامل ہے اور نماز فجر میں رات اور دن کے فرشتے اکٹھے ہوتے ہیں" (4)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ... پڑھ لو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تمہارے ہاں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور نماز فجر اور نماز عصر کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔ تم میں رات گزارنے والے اوپر چڑھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ تمہارے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم ان کے پاس گئے تو اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم واپس آئے تو اس وقت بھی وہ نماز میں مصروف تھے" (5) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ محافظ فرشتے نماز فجر کے وقت جمع ہوتے ہیں، رات والے عروج کر جاتے ہیں اور دن والے ٹھہر جاتے ہیں۔ ابراہیم نخعی، مجاہد، قتادہ اور دیگر حضرات نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ ابن جریر کی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نزول فرمانے کے بعد ارشاد فرماتا ہے: کون ہے جو مجھ سے استغفار کرے تاکہ میں اسے بخش دوں، کون ہے مجھ سے سوال کرنے والا تاکہ میں اسے عطا کروں، کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے تاکہ میں اس کی دعا کو قبول کروں، یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ۔ یعنی اس وقت اللہ تعالیٰ بھی جلوہ فرما ہوتا ہے اور لیل و نہار کے فرشتے بھی جمع ہوتے ہیں۔ دوسری روایات کی نسبت اس روایت میں (اللہ تعالیٰ کے نزول کے) جس اضافہ کا ذکر ہوا ہے، ابن جریر اس میں منفرد ہیں (6)۔

نماز پنجگانہ کے حکم کے بعد حضور ﷺ کو قیام لیل اور نماز تہجد کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: فرض نماز کے بعد کون سی نماز افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "رات کی

1۔ تفسیر طبری، جلد 15 صفحہ 136　　2۔ تفسیر طبری، جلد 15 صفحہ 137　　3۔ تفسیر طبری، جلد 15 صفحہ 136

4۔ صحیح بخاری، تفسیر سورۂ اسراء، جلد 6 صفحہ 108　　5۔ صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، جلد 1 صفحہ 145، صحیح مسلم، کتاب المساجد، جلد 1 صفحہ 439

6۔ تفسیر طبری، جلد 15 صفحہ 139، سنن ابی داؤد، کتاب الطب، جلد 4 صفحہ 12

نماز"(1)۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فرض نمازوں کے بعد نماز تہجد کا حکم دیا۔ تہجد نیند کے بعد کی نماز کو کہتے ہیں، علقمہ، اسود، ابراہیم نخعی اور دیگر حضرات کا یہی قول ہے اور یہی معنی لغت عرب میں معروف ہے۔ حضرات ابن عباس، عائشہ اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہونے کے بعد نماز تہجد پڑھا کرتے تھے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ تہجد اس نماز کو کہتے ہیں جو عشاء کے بعد ہو۔ بہر صورت اسے بھی نیند کے بعد والی نماز پر محمول کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان نَافِلَةً لَّكَ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ تہجد صرف آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے یعنی نماز تہجد آپ ﷺ پر فرض تھی، امت پر نہیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ نماز تہجد آپ ﷺ کے حق میں خصوصاً نفل (اضافہ) قرار پائی کیونکہ آپ ﷺ کی اگلی پچھلی لغزشیں بخش دی گئیں اور ان نفلی نمازوں کے باعث امتیوں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں گویا یہ نفل نمازیں ان کے گناہوں کا کفارہ ہیں(2)۔

فرمایا: عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ ... یعنی آپ میرے حکم کو بجالائیں تاکہ میں آپ کو قیامت کے دن مقام محمود پر فائز کروں جہاں نہ صرف تمام مخلوقات آپ کی تعریف کرے گی بلکہ خود خالق کائنات بھی۔ ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ اکثر مفسرین کے نزدیک مقام محمود سے مراد وہ مقام ہے جہاں قیامت کے دن حضرت محمد ﷺ لوگوں کی شفاعت کے لئے کھڑے ہوں گے تاکہ ان کا رب انہیں اس دن کی شدت اور سنگین صورتحال سے نجات عطا فرمائے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام لوگوں کو ایک بڑے میدان میں جمع کیا جائے گا، ایک پکارنے والا انہیں اپنی آواز سنائے گا، ان کی آنکھیں کھل جائیں گی، وہ برہنہ پا اور برہنہ بدن ہوں گے جیسے پیدائش کے وقت تھے، سب کھڑے ہوں گے، کوئی بھی اذن الٰہی کے بغیر بات نہیں کر سکے گا، اسی اثناء میں ندا دی جائے گی: اے محمد ﷺ! آپ ﷺ کہیں گے: "یارب! میں حاضر ہوں اور ہر حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہوں، تمام تر بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، شر تیری طرف سے نہیں، ہدایت یافتہ وہی ہے جسے تو ہدایت عطا فرمائے، تیرا بندہ تیرے سامنے حاضر ہے، وہ تیری ہی توفیق سے قائم ہے اور تیری طرف ہی رجوع کرنے والا ہے، بجز تیرے نہ کوئی نجات کی راہ ہے اور نہ پناہ گاہ، تو بڑا ہی بابرکت، برتر اور بالا ہے، اے رب البیت! تو پاک ہے۔" یہ وہ مقام محمود ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہی مقام محمود مقام شفاعت ہے۔ مجاہدؒ اور حسن بصریؒ کا بھی یہی قول ہے۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن آپ ﷺ ہی سب سے پہلے زمین سے باہر آئیں گے اور سب سے پہلے شفاعت بھی آپ ہی کریں گے۔ اہل علم کہتے ہیں کہ یہی مقام محمود ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے(3)۔

قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کو ایسے امتیازی فضائل و مکارم حاصل ہوں گے جن میں نہ کوئی آپ ﷺ کا شریک ہوگا اور نہ کوئی ان میں آپ ﷺ کی برابری کا دعویٰ کر سکے گا۔ سب سے پہلے آپ زمین سے باہر آئیں گے اور سوار ہو کر میدان حشر کی طرف روانہ ہو جائیں گے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں پرچم ہوگا، آدم علیہ السلام اور آپ کی تمام ذریت اس کے نیچے ہوگی، حوض کوثر آپ ﷺ کے لئے ہی مخصوص ہوگا جہاں سب سے زیادہ لوگ آئیں گے، اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت عظمیٰ کا منصب آپ ﷺ کو ہی حاصل ہوگا تاکہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے جلوہ فرما ہو۔ یہ اس کے بعد ہوگا جب تمام لوگ باری باری حضرت آدم علیہ السلام، پھر نوح علیہ السلام، پھر ابراہیم علیہ السلام، پھر موسیٰ علیہ السلام اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے لیکن ہر ایک یہی کہے گا کہ میں اس کا اہل نہیں،

1۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، جلد 2 صفحہ 821 2۔ مسند احمد، جلد 5 صفحہ 255-256 3۔ تفسیر طبری، جلد 15 صفحہ 144-145